"چاڈ" کے مسلمانوں کا ماضی و حال

جناب اختر راہی۔ ایم۔ اے

جغرافیائی پس منظر | چاڈ کے شمال میں لیبیا، جنوب میں وسطی افریقہ، مشرق میں سوڈان اور مغرب میں کیمرون نائیجیریا اور نائیجر واقع ہیں۔ یعنی چاڈ کی سرحدیں چھ آزاد ملکوں سے ملتی ہیں۔ ملک کا کل رقبہ نو سے ہزار آٹھ سو مربع میل اور آبادی ۳۲ لاکھ ہے۔ پچاسی فیصد مسلمان، پانچ فیصد عیسائی اور باقی دس فیصد آبادی بت پرست ہے۔ چاڈ میں جو قبائل آباد ہیں وہ عربی اور نیگرو نسل سے ہیں۔ عرب قبائل کی اکثریت مسلمان اور نیگرو نسل کی زیادہ تعداد عیسائی یا بت پرست ہے۔ اس وسیع ملک کو جغرافیائی طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ جنوب مغربی علاقہ زیادہ زرخیز اور نسبتاً گنجان آباد ہے۔ شمالی علاقہ صحرا ہے۔ مسلمان زیادہ تر اسی علاقے میں آباد ہیں اور کوئی پچاس ہزار خانہ بدوش بھی اپنے ریوڑوں کے ساتھ گھومتے پھرتے ہیں۔ مغربی سرحد کے قریب دس ہزار مربع میل پر پھیلی ہوئی براعظم افریقہ کی سب سے بڑی جھیل ہے جس کے نام پر ملک کا نام "چاڈ" ہے۔

چاڈ کو دور قدیم سے مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ مشرقی ملکوں سے براعظم افریقہ کی تجارت اسی راستے سے ہوتی تھی۔ جھیل چاڈ کے کنارے لاکھوں کروڑوں کارواں اترے اور صدیوں سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ تاریخ میں اس خطہ کی کئی مشہور حکومتوں کا ذکر پایا جاتا ہے۔

طلوع اسلام | مکہ کی سرزمین سے ایمان و ہدایت کی جو روشنی پھوٹی۔ ڈیڑھ صدی کے اندر اندر اسکی کرنیں چار دانگ عالم میں پھیل گئیں۔ چاڈ بھی ان کرنوں سے جگمگا اٹھا۔ یہاں کوئی اسلامی لشکر حملہ آور نہ ہوا بلکہ اسلام نے اپنی اخلاقی پاکیزگی اور روحانی طمانیت قلب سے عوام کی زندگیوں میں انقلاب برپا کیا۔ ۱۱۹۴ء میں چاڈ کا نیگرو قبیلہ "امم" حکمران تھا۔ ایک مقامی مسلمان

سرداروں نے اس پر فتح پائی اور یہی خاندان بورنو سلطنت کا بانی تھا۔ سولہویں صدی میں جھیل چاڈ کے علاقہ پر مسلمان قابض ہو چکے تھے اور مسلمانوں کی مضبوط حکومت قائم ہو چکی تھی۔ انیسویں صدی کے اواخر تک اسلامی دور رہا اور تبلیغ سے حلقۂ اسلام وسیع سے وسیع تر ہوتا رہا۔

فرانسیسیوں کی آمد: انیسویں صدی کے اواخر میں یورپ کی استعماری طاقتیں "تاریک براعظم" میں اپنے ناپاک قدم جما چکی تھیں۔ مشرقی افریقہ کے ساحلی علاقہ پر قابض ہونے کے بعد فرانسیسیوں نے جھیل چاڈ کے خوبصورت اور زرخیز علاقے کو نگاہ حرص و آز سے دیکھنا شروع کیا۔ اس وقت چاڈ میں مسلمانوں کی چار چھوٹی چھوٹی حکومتیں ربیع زبیری کے ماتحت تھیں جو مہدی سوڈانی کا پرجوش عقیدت مند تھا۔ ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۷ء کے دوران فرانسیسیوں نے مسلمان حکمرانوں سے دوستانہ معاہدے کیلئے کاغذی گھوڑے دوڑائے مگر ربیع زبیری ان کی استعماری چالوں کو سمجھتا تھا کہ یہ لوگ مہذب بن کر ملک میں گھستے ہیں۔ اور قدم جمانے کے بعد مقامی آبادی کو تختۂ ظلم و ستم بنا لیتے ہیں۔ فرانسیسیوں کی ڈپلومیسی ناکام ہوئی تو وہ ایک بھاری لشکر کے ساتھ چاڈ پر چڑھ دوڑے۔ ربیع زبیری کا عقیدہ تھا کہ غلامی کی زندگی سے آزادی کی موت بدرجہا بہتر ہے۔ اسی جذبے سے فرانسیسیوں کے مقابلے کے لئے آگے بڑھا۔ اور جولائی ۱۸۹۹ء کو غنیم کو شکست فاش دی۔ فرانس کی حکومت غم و غصہ سے پاگل ہو گئی اور اس مجاہد کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دینے کی خاطر اگلے سال دوبارہ حملہ کیا۔ ربیع کے سرفروش ساتھی آخر دم تک لڑتے رہے۔ مقامی عیسائی آبادی فرانسیسیوں کا ہراول دستہ بن گئی۔ آخر ربیع کو شکست ہو گئی مگر جام شہادت نوش کرتے کرتے فرانسیسی جنرل لیمی کو موت کے گھاٹ اتار کر ہمیشہ کے لئے اپنا نام زندہ کر دیا۔ ربیع شہید کا کردار میسور کے سلطان حیدر علی سے ملتا جلتا ہے اور اس کے بیٹے فضل اللہ کا طرز عمل سلطان ٹیپو شہید کی تصویر ہے۔ فضل اللہ نے بچی کھچی طاقت مجتمع کی اور دوبارہ دارالحکومت پر حملہ کر دیا۔ ایمان سے سرشار اور کفن بکف مجاہدین کے سامنے فرانسیسیوں کی پیش نہ گئی اور دارالحکومت پر اسلامی جھنڈا لہرانے لگا۔ فرانسیسیوں نے دوبارہ قبضہ کے لئے بے پناہ جانی و مالی نقصان برداشت کیا۔ آخر فرانسیسی فوجیں کامیاب ہو گئیں مگر ۱۹۱۲ء تک فضل اللہ کے ساتھیوں نے انہیں آرام نہ کرنے دیا۔ ۱۹۱۳ء میں پہلا کمشنر جنرل مقرر کر کے فرانس نے چاڈ کو نوآبادی بنا لیا۔ اور اپنے استعماری پنجے چاڈ کے مسلمانوں کے سینوں میں گاڑھ دیئے۔

جد و جہد آزادی: دوسری جنگ عظیم نے یورپ کی استعماری طاقتوں کی چولیں ہلا دیں۔ نوآبادیوں

میں سیاسی شعور اور حقوق کا احساس بیدار ہوا۔ بظاہر آزادی و جمہوریت کی جنگ لڑنے والوں کے لئے یہ ممکن نہ رہا کہ مزید تشدد اور دباؤ استعمال کیا جائے ۔۔۔ چاڈ کے عوام کو سیاسی پلیٹ فارم پر مجتمع ہونے کا حق دے دیا گیا۔ اگرچہ فرانس کی کوشش یہی رہی کہ ایسی جماعتیں وجود میں آئیں جو اس کے مفادات کی نگران و محافظ ہوں۔ "جماعت ترقی چاڈ" کی صورت میں فرانس کو اپنا مقصد پورا ہوتا دکھائی دینے لگا۔ اس جماعت میں عیسائی آبادی اور استعمار پرست گروہ شامل ہیں۔ عوام کی اکثریت "ترقی چاڈ" کی ملک دشمن پالیسیوں سے تنگ آ کر محمد ابا کی قیادت میں "چاڈ کی جماعت اتحاد قومی" کے پلیٹ فارم پر جمع ہو گئی۔ دونوں جماعتیں حقوق کا مطالبہ کر رہی تھیں۔ ۱۹۵۹ء میں ان دونوں جماعتوں کی حیثیت قبل از تقسیم ہند مسلم لیگ اور کانگریس جیسی تھی۔

حکومت فرانس نے نوشتہ دیوار پڑھ لیا تھا۔ اور چاڈ سے بوریا بستر سمیٹ کر ایسی حکومت قائم کرنا چاہتی تھی جو اس کے جانے کے بعد بھی اس کے مفادات کی محافظ رہے۔ چنانچہ فرانس نے ۱۹۶۰ء میں "ترقی چاڈ" کے راہنما "ٹومبل بائے" کو حکومت سونپ دی۔ فرانس کا یہ عمل جمہوری اور انصاف کے اصولوں کے خلاف تھا۔ اقتدار کے انتقال سے بیشتر عام انتخابات ضروری تھے۔ اور ان انتخابات میں کامیاب ہونے والی جماعت اقتدار حاصل کرنے کی حقدار تھی مگر ایسا اس لئے نہ کیا گیا کہ ٹومبل بائے کی جماعت ہرگز عوام کی تائید حاصل نہیں کر سکتی تھی۔

۱۱ اگست ۱۹۶۰ء کو نام نہاد آزادی کا اعلان ہوا۔ ملک کی جملہ سیاسی جماعتوں نے فرانس کے انتقال اقتدار کے طریقے پر اعتراض کیا۔ ان کے ساتھ "ٹومبل بائے" کے نامزد کردہ ارکان پارلیمنٹ بھی برابر کے شریک تھے۔ ٹومبل بائے کی تمام مخالف سیاسی جماعتوں کو خلاف قانون قرار دے کر آمریت قائم کر لی۔ اس کے بعد انتخابات کا ڈھونگ رچایا۔

موجودہ سیاسی حالات | ٹومبل بائے کی حکومت نے پے در پے ایسے اقدامات کئے۔ جن سے مسلمانوں میں اس کے خلاف نفرت پھیلتی گئی۔ ۲۶ مارچ ۱۹۶۳ء کو اسمبلی توڑ کر ہنگامی حالات کا اعلان کیا گیا۔ ملک میں بدامنی پھیل گئی۔ دارالحکومت میں حکومت کے خلاف مظاہرے ہوئے جن میں سینکڑوں افراد مارے گئے۔ دیہات میں کسانوں نے بھی انتظامیہ کی مزاحمت کی اور تصادم کے واقعات رونما ہوئے۔ ۱۹۶۵ء میں حکومت کے خلاف مسلح تصادم کا آغاز ہو گیا جس کی قیادت فلوریانا (FLORIANA) تنظیم کر رہی ہے۔

جب سے ٹومبل بائے کی حکومت کے خلاف آزادی کی تحریک چل رہی ہے ۔۔۔ فرانس

حکومت چاڈ کی مسلسل فوجی مدد کر رہا ہے - اس وقت بھی وہاں چار ہزار فرانسیسی فوج متعین ہے۔ ایک برطانوی صحافی جان بونر (JOHN BONER) فرانسیسی فوج کے "کارہائے نمایاں" پر روشنی ڈالتا ہے۔

" قبائلی قتل کئے جا رہے ہیں، دیہات اور فصلیں جلائی جا رہی ہیں، فرانسیسی فوجیں ہزاروں آدمیوں کو ان کے گھروں سے نکال کر پناہ گزینوں میں تبدیل کر چکی ہے۔ اب تک کئی لاکھ باشندے ملک چھوڑ کر سرحد پار پناہ لے چکے ہیں۔"

" فلوریانا" کے بہم کردہ اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۶۸ء تک ٹومبل بائے کے ظالمانہ عہد اقتدار میں ایک لاکھ ستاسی ہزار افراد ہمسایہ ملکوں میں پناہ گزیں ہو چکے ہیں۔ وہ پانچ لاکھ مہاجرین الگ ہیں۔ جو فرانسیسی اقتدار کے زمانے ہی سے سوڈان میں زندگی کے دن کاٹ رہے ہیں۔

ٹومبل بائے کی کٹھ پتلی حکومت کے مظالم کی ایک جھلک فرانس کے ایک سابق فوجی کے مراسلے سے ہوتی ہے، جو ۲۶ ر اکتوبر ۱۹۷۰ء کو روزنامہ "لی ناول آبزرویٹر" میں شائع ہوا:

" میں حال ہی میں فوج سے ریٹائر ہوا ہوں۔ چند ماہ ہوئے ہسپتال میں تھا۔ میرے ساتھ دو فوجی اور بھی تھے۔ ایک باضابطہ سپاہی اور دوسرا رضا کار۔ وہ بھی چاڈ سے آئے تھے۔ میں نے جو کچھ چاڈ میں دیکھا بیان کر رہا ہوں۔ تاکہ آپ کو حقیقی صورت حال کا علم ہو سکے۔ اوّل یہ کہ چاڈ میں کوئی قیدی نہیں۔ جو لوگ پکڑے جاتے ہیں وہ موقع پر ہی قتل کر دئے جاتے ہیں۔ یہی انجام زخمیوں کا ہوتا ہے۔ مجھ سے لوگوں نے کہا کہ جونہی ہم فرانسیسی سپاہی کسی "غیر باغی" گاؤں سے گذر جاتے ہیں اُسے فوراً "باغی" قرار دے دیا جاتا ہے۔ مجھے خوب یاد ہے جب ہم تفریح کے موڈ میں ہوتے تو کسی باغی کو ہیلی کاپٹر سے نیچے زمین پر گرا دیتے۔ ان گرفتار شدہ باغیوں کے پیٹ میں سنگین گھونپنے کا نظارہ بڑا ہی خوش کن ہوتا۔ ہر طرف غُل غپاڑہ ہوتا۔ ہمارے ڈاکٹر زخمیوں کا علاج اس طرح کرتے کہ ان کے چہرے پر جوتے لگاتے اگر کسی باغی پر شبہ ہوتا کہ باغی چھپا ہوا ہے تو بچوں کو چھوڑ کر باقی ساری آبادی سزا دینے کے لئے باہر سے آتے ــــ دوسری بات یہ ہے مجھے ہمیشہ افسوس رہا کہ میں باغیوں کو بڑی تعداد میں ہلاک نہ کر سکا۔ وہ لوگ بے حد ضدی ہیں۔ ہم انہیں سخت عذاب دیتے، لیکن وہ زبان سے ایک لفظ تک نہ نکالتے ان کی عورتوں کی عصمت دری کے واقعات پھر کبھی بتاؤں گا۔۔۔۔ (جے۔ بی۔ ایس)

ٹومبل بائے کے جرائم اور ان کے اثرات | ۱۔ ٹومبل بائے نے اسرائیل کا سرکاری دورہ کیا اور

باقی صفحہ ۴۹ پر